اقبال اور تحقیقات اسلامی

محمد ریاض

اقبال کے شاعر اسلام ہونے کے پہلو پر برصغیر میں اور اس سے باہر بھی خاصی توجہ مبذول رہی ہے مگر اسلامی موضوعات پر ان کے اردو اور انگریزی مقالوں ، خطبوں اور مکاتیب و بیانات وغیرہ کی طرف ہنوز وہ توجہ نہیں دی جا سکی جس کے وہ مستحق ہیں ۔ شعر کی تاثیر مسلم ، مگر نثری تحریریں شعر سے زیادہ واضح اور صریح ہو سکتی ہیں ۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ اقبال کے ہاں تخلیق ہی نہیں ، اعلی درجے کی تحقیق بھی ہے ۔ بلکہ برصغیر اور دنیائے اسلام میں بعض اہم تحقیقات اسلامی کے وہ محرک بھی رہے ہیں ۔

اقبال کو فلسفہ اور ما بعد الطبیعاتی امور سے ساری عمر دلچسپی رہی ، اس لئے ان کی تحقیقات کے موضوعات کئی ہیں مگر ہم یہاں ان باتوں سے سروکار رکھیں گے جن سے بالعموم مسلمان محققین کو دلچسپی ہو سکتی ہے ۔

اقبال کا بظاہر پہلا تحقیقی مقالہ ۱۹۰۰ ع میں شائع ہوا [۱] ۔ وہ شیخ عبد الکریم الجیلی (وفات ۸۱۱ ھ ۱۴۰۸ ع) کے نظریۂ انسان کامل کے بارے میں ہے ۔ یہ مقالہ کسی قدر ترمیم و اضافے سے بعد میں اقبال کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کا جزو بنا [۲] ۔ ۱۹۰۰ تا ۱۹۰۵ ع کے دوران کوئی چھ برس تک اقبال اورینٹل کالج اور گورنمنٹ کالج لاہور میں درس و تدریس سے وابستہ رہے اور اس دوران آپ نے تصنیف و تالیف کا خاصا کام انجام دیا ۔ مگر قومی اور اسلامی نقطۂ نظر سے اس زمانے کا ان کا مقالہ "قومی زندگی" آج [۳] بھی توجہ طلب ہے ۔ یہ مقالہ ۱۹۰۴ ع میں ماہنامہ "مخزن" میں شائع ہوا ۔ اس مبسوط

مقالے میں منجملہ دیگر امور ، اقبال فقہ حنفی کی کافی حد تک جامعیت اور شیعہ مفسرین کی وسعت نظر کا ذکر کرنے کے باوجود ، اسلامی فقہ و علم کلام کی تدوین نو کی ضرورت کا احساس دلاتے ھیں ، اور یہ احساس بعد میں بھی ان کی فکر کا جزو لا ینفک رھا ہے ، بلکہ اس ضمن میں کافی اہم(٭) کام وہ انجام بھی دے گئے ۔ مضمون "قومی زندگی" میں لکھتے ھیں : اس وقت ھمیں دو چیزوں کی سخت ضرورت ہے یعنی اصلاح تمدن اور تعلیم عام ۔ مسلمانوں میں اصلاح تمدن کا سوال در حقیقت ایک مذھبی سوال ہے کیونکہ اسلامی تمدن اصل میں مذھب اسلام کی عملی صورت کا نام ہے اور ھماری تمدنی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو اصول مذھب سے جدا ھو سکتا ھو ۔ میرا یہ منصب نہیں کہ میں اس اھم مسئلہ پر مذھبی اعتبار سے گفتگو کروں تاھم میں اس قدر کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ حالات زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب آ جانے کی وجہ سے بعض ایسی تمدنی ضروریات پیدا ھو گئی ھیں کہ فقہاء کے استدلالات جن کے مجموعے کو عام طور پر شریعت اسلامی کہا جاتا ہے ، ایک نظر ثانی کے محتاج ھیں ۔ میرا یہ عندیہ نہیں کہ مسلمات مذھب میں کوئی اندرونی نقص ہے جس کے سبب وہ ھماری موجودہ تمدنی ضروریات پر حاوی نہیں ھیں بلکہ میرا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف اور احادیث کے وسیع اصول کی بنا پر جو استدلال فقہاء نے وقتاً فوقتاً کئے ھیں ، ان میں سے اکثر ایسے ھیں جو خاص خاص زمانوں کے لئے واقعی مناسب اور قابل عمل تھے مگر حال کی ضروریات پر کافی طور پر حاوی نہیں ھیں ۔ اگرچہ شیعہ مفسروں نے بعض بعض اصول کی تشریح میں ایک حیرت ناک وسعت نظر سے کام لیا ہے تاھم جہاں تک میرا علم ہے شریعت اسلامی کی جو توضیح جناب ابو حنیفہؒ نے کی ہے ، ویسی کسی اسلامی مفسر نے آج تک نہیں کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دینی خدمت کے اس حصے یعنی فلسفہ شریعت کی تفسیر و توضیح میں امیر المومنین حضرت علیؓ کے بعد جو کچھ اس فلسفی امام نے سکھایا ہے ، قوم اسے کبھی فراموش نہ کرے گی ۔ لیکن اگر موجودہ حالات زندگی پر غور و فکر کیا جائے ، تو جس طرح اس

وقت ہمیں تائید اصول مذہب کے لئے ایک جدید علم کلام کی ضرورت ہے ، اسی طرح قانون اسلامی کی جدید تفسیر کے لئے ایک بہت بڑے فقیہ کی ضرورت ہے جس کے قوائے عقلیہ و متخیلہ کا پیمانہ اس قدر وسیع ہو کہ وہ مسلمات کی بنا پر قانون اسلامی کو نہ صرف ایک جدید پیرائے میں مرتب و منظم کر سکے ، بلکہ تخیل کے زور سے اصول کو ایسی وسعت دے سکے جو حال کے تمدنی تقاضوں کی تمام ممکن صورتوں پر حاوی ہو ۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے اسلامی دنیا میں اب تک کوئی ایسا عالی دماغ مقنن پیدا نہیں ہوا اور اگر اس کام کی اہمیت کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ایک سے زیادہ دماغوں کا ہے(۵)۔

اقبال ۱۹۰۵ ء تا ۱۹۰۸ ء کوئی تین برس یورپ میں رہے ۔ اس دوران انہوں نے اسلامی نظام اخلاق (۶) پر ایک مقالہ لکھا ، مختلف اسلامی موضوعات پر تقریریں کیں (۷) اور اپنے ڈاکٹریٹ کی کتاب ایران میں ما بعد الطبیعات کا ارتقاء کے علاوہ " خلافت اسلامیہ " کے موضوع پر ایک مبسوط مقالہ لکھ کر چھپوایا جس کا انگریزی نہیں مگر اردو متن (۸) موجود ہے ۔ البتہ انگریزی متن کا عنوان جو پہلے انگلستان (۹) میں اور کوئی دو تین سال بعد ہندوستان (۱۰) میں ملخصاً شائع ہوا، اسلامی سیاسی فکر " تھا ۔ ۱۹۰۹ ء میں اقبال کا ایک اور مبسوط انگریزی مقالہ " اسلام ایک اخلاقی اور سیاسی نصب العین " شائع ہوا (۱۱) ۔ معلوم ہوتا ہے اس زمانے میں علامہ اقبال دین اسلام کے مختلف پہلوؤں پر نہایت امعان فکر سے غور کر رہے تھے ۔ چنانچہ ۱۹۱۰ ء میں انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں " اسلام ایک اجتماعی اور سیاسی نصب العین " کے عنوان سے ایک اہم خطبہ پڑھا جو انگریزی میں (۱۲) بتمامہ دست یاب نہیں مگر " ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر " کے عنوان سے مولانا ظفر علی خان کا وہ اردو ترجمہ دست یاب ہے (۱۳) جو علامہ اقبال کی موجودگی میں ایک جلسے میں پڑھ کر سنایا گیا تھا ۔ اسی سال علامہ اقبال نے ایک روز نامچہ بزبان انگریزی مرتب کیا (۱۴) ۔ جو " شذرات فکر اقبال " کے نام سے اردو (۱۵) میں بھی شائع ہو چکا ہے ۔ یہ روز نامچہ ۱۹۶۱ ء تک گوشہ گمنامی میں پڑا رہا،

مگر ۱۹۱۷ ع میں علامہ اقبال نے اس کے بعض اجزا (۱۶) رسالوں میں شائع کر دئیے تھے ۔ بلکہ «اسلام اور تصوف» ، «مسلم جمہوری نقطۂ نظر» اور نبی اکرمؐ کا معاصر عربی شاعری پر تبصرہ ، جو «نیو ایرا» رسالے کی ۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء کی اشاعت میں «شذرات فکر» کے عنوان سے شائع ہوئے ، دراصل اس ڈائری کا حصہ ہیں ۔ اور آخری مضمون کا اردو متن بھی (۱۷) ۱۹۱۷ ع میں ہی رسالہ «ستارۂ صبح» میں شائع ہوا تھا ۔ بہر طور ، اقبال کی کتاب «ایران میں ما بعد الطبیعات کا ارتقاء» اور ان کی ڈائری کے کئی اسلامی موضوعات (۱۸) محققین کے لئے اب بھی وجہ کشش ہو سکتے ہیں ۔ ۱۹۱۱ ع میں اقبال نے اسلامی (۱۹) یونیورسٹی اور «مسلم قومیت» پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا ۔ ایک اور مقالہ «اسلام اور نئے علوم» پر ہے (۲۰) ۔ جو اسی سال لکھا گیا تھا ۔

اقبال کے متأخر تحقیقی مقالوں میں دیباچہ پیام مشرق ، خطبہ عید الفطر (۲۱) اور جغرافیائی حدود اور مسلمان (۲۲) شامل ہیں ۔ «تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ» جو ان کے سات انگریزی (۲۳) خطبوں پر مشتمل ہے ، ایک غیر معمولی فکری اور تحقیقی کتاب ہے ۔ یہ کتاب اقبال کے سالہا سال کے غور و فکر کا نتیجہ ہے اور تحقیقات اسلامی کی کئی نئی جہتیں اس کی مدد سے متعین کی جا سکتی ہیں ۔ مگر یہاں اس معروف کتاب کے محتویات پر بحث کرنا بے موقع ہوگا ۔ یہاں اقبال کے ایک اور خطبے کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جو انہوں نے ۱۹۲۸ ءمیں اورینٹل کانفرنس لاہور کی صدارت کے دوران ارشاد فرمایا تھا ۔ اس کا عنوان «حکمائے اسلام کے عمیق تر مطالعے کی دعوت» ہے اور اس کے انگریزی (۲۴) واردو دونوں متن موجود ہیں ۔ اس خطبے میں ابوریحان البیرونی (و۴۴۰ ھ) اور نصیر الدین طوسیؒ (و ۶۷۲ ھ) کی تحقیقات کا ذکر ہے نیز ایک مجہول المولف فارسی (۲۵) رسالے کی رو سے حقیقت زمان و مکان کی بحث ۔ اس خطبے کے کئی مطالب ان کے سات انگریزی خطبات کے مطالب سے مربوط ہیں ۔

تحقیقات اسلامی کی تحریک و راهنمائی

۱۹۲۸ عـ(۲۶) میں اورینٹل کانفرنس کی لاهور میں صدارت کے دوران علامـہ اقبال نے تجویز پیش کی تھی کـہ اسی کانفرنس کے نہج پر ایک اسلامی علوم و فنون کا تحقیقاتی ادارہ قائم کیا جائے جس کے اجلاس هر دوسرے سال هندوستان کے کسی بڑے شہر میں منعقد هوں اور اس کی روئداد اور پیش کردہ مقالے شائع هوں ۔ اس ادارے کا نام «ادارۂ معـارف اسـلامیـہ» تجویـز هوا ۔ (انگریزی نام «اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ») ۔ طے پایا کـہ اس کی رکنیت پانچ روپے سالانـہ هو اور اجلاس کے دوران هر رکن دو روپے مزید ادا کرے ۔ اس ادارے کے اغراض و مقاصد اخبارات میں شائع هوئے تھے(۲۷) ۔ علامـہ اقبال کی کوشش سے اس ادارے کے لئے ریاست حیدر آباد دکن نے دو هزار روپے سالانـہ کی گرانٹ منظور کی اور آخر ۱۹۳۲ عـ میں اس ادارے کے پہلے اجلاس کا انتظام هوا ۔ اجلاس کا انعقاد لاهور میں طے پایا ۔ علامـہ اقبال کی خواهش تھی کـہ لاهور سے باهر کی کوئی شخصیت اس اجلاس کا افتتـاح کرے اور اس کی صدارت قبول کرے مگر بحالت مجبوری یـہ کام انهوں نے خود هی انجام دیا ۔ اجلاس ۱۵ اور ۱۶ اپریل ۱۹۳۳ عـ کو منعقد هوا ۔ اقبال نے صدارتی خطبـہ زبانی ارشاد فرمایا اور ان کا ارادہ تھا کـہ اسے قلم بند کریں گے مگر بعد میں بوجـہ بیماری ایسا نـہ کر سکے ۔ ۱۹۳۳ عـ میں اقبال جب تیسری گول میز کانفرنس اور سفر اندلس سے واپس آئے تو اس ادارے نے ان کی ایک دعوت کی تھی ۔ اقبال نے مولانا عبد المجید سالک کے سپاسنامے کے جواب میں فرمایا :

«میں نے اپنی زندگی کے گذشتـہ ۳۵ سال اسلام اور موجودہ تہذیب و تمدن کی تطبیق کی تدابیر کے غور و فکر میں بسر کر دئیے هیں اور اس عرصے میں یہی میری زندگی کا مقصد وحید رہا ہے ۔ میرے حال کے سفر یورپ نے مجھے کسی حد تک اس نتیجـہ پر پہنچا دیا ہے کـہ ایسے مسئلے کو اس شکل میں پیش نہیں کرنا چاهئیے کیونکـہ اس کا مطلب بجز اس کے کچھ نہیں کـہ اسلام موجودہ تمدن کے مقابلے میں ایک کمزور طاقت ہے ۔ میری رائے میں اس کو یوں

پیش کرنا چاہیے کہ موجودہ تمدن کو کس طرح اسلام سے قریب تر لایا جائے"(۲۸)

"ادارۂ معارف اسلامیہ" کے اجلاس میں آپ کے صدارتی خطبے کا جو حصہ اخبارات میں شائع ہوا ، اس کی چند سطریں ہم ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں :

وقت کا تقاضا یہ ہے کہ اب ہم فقہی جزئیات کی چھان بین کے بجائے ان اہم شعبہ ہائے علم کی طرف متوجہ ہوں جو ہنوز محتاج تحقیق ہیں۔ ریاضیات ، عمرانیات ، طب اور طبیعات میں مسلمانوں کے شاندار کارنامے ابھی تک دنیا کے مختلف کتب خانوں میں مستور و پنہاں ہیں جن کے احیاء کی سخت ضرورت ہے . . . ان ذخائر و دفائن کی تلاش ادارہ کے مقاصد میں سے ہونی چاہیے . . . یورپ کے علما بیسویں صدی میں جن نظریات و انکشافات کو اپنے لئے نئی چیز سمجھتے ہیں ، ان پر عرب علما و فضلا صدیوں پہلے سیر حاصل بحثیں کر چکے ہیں ۔ آئن سٹائن کا نظریۂ اضافیت یورپ کے نزدیک نیا ہو تو ہو لیکن علمائے اسلام کی کتابوں میں صدہا سال پہلے اس کے مبادی زیر بحث آ چکے ہیں ۔ برگسان کے فلسفۂ امتیازی کو سمجھنے کے لئے ابن خلدون کے افکار و خیالات کا مطالعہ کرنے کی اشد ضرورت ہے ۔ شپنگلر نے "زوال مغرب" کے چند ابواب میں عربی تمدن پر بحث کی ہے اور اس کے کئی نتائج فکر صحیح نہیں ۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ خود اپنے تمدن کی گہرائیوں کا مطالعہ کریں اور ان اسرار و ممکنات کو قوم کی تقدیر کے روشن کرنے اور قوم کے متخیلہ کی تربیت کرنے میں صرف کریں تاکہ مسلمان اپنے قابل صد فخر و مباہات تمدن کو بیش از بیش خوبی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں(۲۹) " ۔ (ملخصاً) ۔

علامہ اقبال کے بنا کردہ " ادارہ معارف اسلامیہ" کے پہلے اجلاس میں بڑے فکر انگیز مقالے اردو ، انگریزی اور عربی میں پیش کئے گئے اور یہ بعد میں شائع بھی ہو گئے ۔ (۳۰) ۱۰ تا ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ عـ اس ادارے کا دوسرا اجلاس لاہور میں ہی ہوا جس کی روئداد اور پیش کردہ مقالے ۱۹۳۸ عـ میں علامہ اقبال کی وفات کے بعد شائع ہوئے (۳۱) ۔ دوسرے اجلاس کی صدارت ، علامہ

اقبال کے ایما پر میاں فضل حسین (و ۱۹۳۶ ء) نے کی تھی اور دوسرے اجلاس کی روئداد کے ساتھ بانی ادارہ اور میاں فضل حسین کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ ضمناً عرض کر دیں کہ ادارہ معارف اسلامیہ کا تیسرا اجلاس ۱۹۳۸ میں دھلی میں منعقد ہوا اور اس کی روئداد بھی مطبوعہ ہے۔ چوتھا اجلاس قرار پایا تھا کہ ۱۹۴۱ ء میں منعقد ہو مگر دوسری عالمی جنگ اور سیاسی خلفشار اس میں مانع آئے تا آنکہ ۱۹۴۷ ء میں ملک کی تقسیم ہو گئی۔ بھارت کے مسلمانوں نے اسلامی تحقیقات کا کام جستہ گریختہ طور پر شروع کیا ہوا ہے۔ پاکستان کے کئی ادارے اس کام میں مصروف ھیں مثلاً لاھور کا ادارہ ثقافت اسلامیہ اور اسلام آباد کا ادارہ تحقیقات اسلامی۔ موخر ادارے کا جب کراچی میں آغاز ھوا تو اسے ,, مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی ،، موسوم کیا گیا مگر اب انگریزی میں اس کا وھی نام ہے جو اقبال نے تجویز کیا تھا یعنی اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ جبکہ اردو میں اسے ,, ادارہ تحقیقات اسلامی،، کہا جاتا ہے۔ (یہ ادارہ دس مارچ ۱۹۶۰ ء کو قائم ھوا تھا اور ۲۰ جولائی ۱۹۶۵ ء سے لفظ ,, مرکزی،، اس کے نام سے حذف ھو گیا ہے)۔

علامہ اقبال کو تحقیقات اسلامی کے کام سے اتنی دلچسپی تھی کہ وہ اسلامیہ کالج لاھور میں اس کام کے لئے ایک شعبہ قائم کرنا چاھتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۳۷ ء میں وزیر اعلیٰ پنجاب سکندر حیات خان نے ایک تقریب کی صدارت کے دوران (۳۲) جب یہ تجویز پیش کی کہ علامہ اقبال کی قدر دانی کے طور پر انھیں ایک کیسۂ زر پیش کیا جائے، تو علامہ مرحوم نے اس تجویز کے خلاف ۱۰ دسمبر ۱۹۳۷ ء کو ایک بیان اخبارات میں شائع کروایا۔ انھوں نے فرمایا کہ فرد کی احتیاجات قوم کی احتیاجات کے مقابلے میں بہت ادنیٰ ھیں۔ لھذا انھیں کیسۂ زر پیش کرنے کے بجائے اسلامیہ کالج میں تحقیقات اسلامی کا ایک شعبہ قائم کیا جائے جس سے کم از کم صوبہ پنجاب کے مسلمان مستفید ھو سکیں گے (۳۳)۔

جملۂ معترضہ کے طور پر یہ نکتہ بیان کرنا ضروری ہے کہ علامہ

اقبال ان خوش نصیب افراد میں سے تھے جنہیں اکتناز زر کا عارضہ لاحق نہیں ہوتا اور سیر چشم قانع ہوتے ہیں ۔ چنانچہ وہ مقدمات اتنے ہی لیتے تھے جن سے قوت لا یموت حاصل ہو جائے اور آخری عمر میں جب والی بھوپال حمید اللہ خان نے ان کی بیماری کے پیش نظر ان کے لئے ۵۰۰ روپے ماہانہ کی پنشن مقرر کر دی تو انہوں نے اتنی ہی مزید پنشن کے لئے آغا خان سوم کی پیشکش سے معذرت کر لی تھی(۳۴) ۔

تحقیقـــاتـــی مـــرکـــز

اقبال آخری عمر میں اس بات کے آرزو مند تھے کہ تحقیقات اسلامی سے طلبہ کو روشناس کرانے کے لئے بعض وقف اراضی میں مراکز قائم کئے جائیں۔ چنانچہ پٹھانکوٹ میں نیاز علی خان کی وقف اراضی میں مولانا سید ابو الاعلی مودودی (و ۱۹۷۹ ء) کی حیدر آباد دکن سے تشریف آوری ، ان ہی کی مساعی جمیلہ کی مرہون منت بتائی جاتی ہے ۔ علامہ مرحوم کے آخری ایام حیات میں ایسے ایک مرکز کے لئے بھاول نگر کے نواح میں بھی زمین مختص کر دی گئی تھی مگر ان کے انتقال کے بعد یہاں کوئی منصوبہ پیش نہ کیا جا سکا (۳۵) ۔ ادارہ دار السلام پٹھانکوٹ کے بانی چوھدری نیاز علی خان کو ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ ء کو اقبال نے اس ضمن میں ایک خط لکھا تھا ۔

. . . . آپ ضرور تشریف لائیں ۔ میں آپ سے "ادارہ" کے متعلق گفتگو کروں گا ۔ اسلام کے لئے اس ملک میں نازک زمانہ آ رہا ہے ۔ جن لوگوں کو کچھ احساس ہے ان کا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے ہر ممکن کوشش اس ملک میں کریں ۔ انشاءاللہ آپ کا ادارہ اس مقصد کو باحسن وجوہ پورا کرے گا ۔ علماء میں مداھنت آ گئی ہے ۔ یہ گروہ حق کہنے سے ڈرتا ہے۔ صوفیہ ، اسلام سے بے پروا اور حکام کے تصرف میں ہیں ۔ اخبار نویس اور آج کل کے تعلیم یافتہ لیڈر خود غرض ہیں اور ذاتی منفعت و عزت کے سوا کوئی مقصد ان کی زندگی کا نہیں ۔ عوام میں جذبہ موجود ہے مگر ان کا کوئی بے غرض راھنما نہیں ہے ۔ زیادہ کیا عرض کروں . . . "(۳۶) ۔

شیخ الجامعہ ازہر ، علامہ مصطفی مراغی کو انہی دنوں علامہ مرحوم نے بزبان عربی لکھا تھا کہ وہ اس اسلامی مرکز کے لئے جو پنجاب کے ایک گاؤں میں قائم ہوگا اور جہاں «علوم جدیدہ کے چند فارغ التحصیل حضرات اور چند «علوم دینیہ کے ماہرین» جمع ہونگے کسی روشن خیال اور انگریزی دان مصری عالم کو بھیجیں اور جامعہ مذکور کے خرچ پر بعض مصری مبلغ بھی یہاں بھیجیں ۔ علامہ مرحوم نے لکھا کہ مرکز اسلامی کے طلبہ کے لئے ہم ایک ایسا معلم،جو کامل اور صالح ہو اور قرآن حکیم میں بصیرت تامہ رکھتا ہو اور انقلاب دور حاضرہ سے بھی واقف ہو ، مقرر کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی روح سے واقف کرے اور تفکر اسلامی کی تجدید یعنی فلسفہ ، حکمت ، اقتصادیات اور سیاسیات کے علوم میں ان کی مدد کرے تاکہ وہ اپنے علم اور تحریروں کے ذریعے تمدن اسلامی کے دوبارہ زندہ کرنے میں جہاد کر سکیں . . . »(۲۷) ۔

مکاتیب اقبال اور تحقیقاتی امور

علامہ اقبال کے اکا دکا عربی اور فارسی مکاتیب کر علاوہ ، اردو اور انگریزی میں بارہ سو سے زیادہ ان کے مکاتیب کئی مجموعوں(۲۸) کی صورت میں شائع ہو چکے اور اقبال اکادمی نے ان مکاتیب کے رؤس مطالب کی ایک تلخیص(۲۹) بھی چھپوائی ہے۔ کئی مکاتیب سے اقبال کا تحقیقات اسلامی کا ذوق بہت نمایاں ہوتا ہے ، خصوصاً وہ مکاتیب جو علمائے دین جیسے سید سلیمان ندوی (و ۱۹۵۳ ء) کو لکھتے گئے ہیں ۔ ان خطوط میں اقبال نے کئی تحقیقاتی امور کا ذکر کیا ہے ۔ وہ خود بھی تحقیقات اسلامی کے سلسلے میں کئی تصنیفی منصوبے رکھتے تھے جو ان کی عدیم الفرصتی اور آخری عمر کی کوئی چار سالہ بیماری کی وجہ سے محض عزائم کی فہرست میں شامل رہے (۳۰) ۔ تحقیقات اور تعلیمات اسلامی کے سلسلے میں علامہ مرحوم کے دو تین خط نہایت اہم ہیں ۔ ایک صاحبزادہ آفتاب احمد خان کے نام ہے (مورخہ ۴ جون ۱۹۲۵ ء) جس میں اقبال نے بی ۔ اے کے لئے اسلامیات کے کورس پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے (۳۱) ۔

دوسرا پروفیسر خالد خلیل قسطنطنیہ (۳۲) یونیورسٹی کے نام (مورخہ غالباً ۱۹۳۷ء) جن میں تحقیقات اسلامی کی حدود پر بحث ہے اور تیسرا فضل الرحمن انصاری ریسرچ اسکالر شعبہ فلسفہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نام (مورخہ ۱٦ جولائی ۱۹۳۷ عـ) جس میں تحقیقات کے لئے مغرب جانے کے بجائے اقبال اسلامی ممالک کا رخ کرنے کا صائب مشورہ دیتے ہیں ۔ اقبال کے نزدیک مستشرقین کی تحقیقات اسلامی قابل توجہ نہیں ۔ مستشرق خواہ ان کا استاد طامس آرنلڈ (و ۱۹۳۰ عـ) ہی ہو (۳۳) ، اس کی تحقیق کے خاص مقاصد ہوتے ہیں ۔ حافظ محمد فضل الرحمن انصاری کو اقبال نے یوں لکھا تھا ۔

"جہاں تک اسلامی ریسرچ کا تعلق ہے ، فرانس ، جرمنی ، انگلستان اور اٹلی کی یونیورٹیوں کے اساتذہ کے مقاصد خاص ہیں جن کو عالمانہ تحقیق اور احقاق حق کے ظاہری طلسم میں چھپایا جاتا ہے ۔ سادہ لوح مسلمان طالب علم اس طلسم میں گرفتار ہو کر گم راہ ہو جاتا ہے ۔ . . مصر جائیے ۔ عربی زبان میں مہارت پیدا کیجئے ۔ اسلامی علوم ، اسلام کی دینی اور سیاسی تاریخ ، تصوف ، فقہ اور تفسیر کا بغور مطالعہ کرکے محمد عربی کی اصل روح تک پہنچنے کی کوشش کیجئے ۔ پھر اگر ذہن خداداد ہے اور دل میں خدمت اسلام کی تڑپ ہے ، تو آپ اس تحریک کی بنیاد رکھ سکیں گے جو اس وقت آپ کے ذہن میں ہے . . . . " (۳۴) ۔

بہر طور ، اقبال کی مختلف تحریروں سے نہ صرف ان کے اپنے تصنیفی منصوبے ظاہر ہوتے ہیں بلکہ وہ دوسروں کو بھی بعض تحقیقات انجام دینے کے بارے میں مشورے دیتے نظر آتے ہیں ۔ مثلاً اقبالنامہ ، کے نام سے ان کے مجموعہ مکاتیب کی سفارشات کو دیکھیں جس کی دو جلدیں ۱۹۴۵ عـ اور ۱۹۵۱ عـ میں بالترتیب لاہور سے شائع ہوئی تھیں ۔

۱ ۔ عراقی ہمدانی (و ٦۸۸ ھـ) کی شرح لمعات کا مطالعہ عمیق (ج ۱ ص ۴۴ ج ۲ ص ۴۴۳)

۲ ۔ شیخ حارث المحاسبی کے صوفیانہ افکار پر تحقیق جن کا یہودی اور

مسیحی عرفاء پر اثر پڑا ہے (ج ۱ ص ۶۸ / ۶۹)

۳ ـ قبل از اسلام اور بعد از اسلام مرکزی ایشیا اور عرب ممالک پر بدھ مذہب کے اثرات پر تحقیق (ج ۱ ص ۷۸)

۴ ـ فلسفے کی مختلف شاخوں میں مسلمانوں کے کارناموں پر تحقیق (متعدد خطوط)

۵ ـ امام ابن قیم کی تصانیف اور مسئلہ خلافت و امامت (ج ۱ ص ۱۴۵ ـ ۵۰ ، ۱۵۲ ، ۳۰۳)

۶ ـ حضرت شاہ ولی اللہ کی «ارتفاقات» پر تحقیق اور ان کی تفہیمات اور بدور البازغہ کے اردو ترجمے کی ضرورت (ج ۱ ص ۱۶۰ ، ۱۸۸)

۷ ـ قرآن مجید کی روشنی میں اجتماعی سلامتی (آیۃ ۴۹ سورہ ۹) ـ ج ۱ ، ص ۲۰۳ ـ

۸ ـ نظام اسلام کی مختلف شئون پر تحقیق و غور کی ضرورت (ج ۱ ص ۲۰۲ ، ۲۰۳ ، ۲۹۹ ج ۲ ص ۹۰)

۹ ـ حضرت مجدد الف ثانی (ج ۲ ص ۴۸) ٹیپو سلطان شہید (ج ۲ ص ۸۹) شیخ محمد غوث گوالیاری (ج ۲ ص ۲۷۲) ، ملا صدرا (ج ۱ ص ۱۵۶) ملا ھادی سبزواری (ج ۱ ص ۱۵۷) ابن عربی اور ان کی فصوص الحکم و الفتوحات (ج ۱ ص ۱۶۸ ، ۱۸۰) ، شہاب الدین مقتول (ج ۱ ص ۱۱۷) ، فخر الدین رازی (ج ۱ ص ۱۲۳) ، سنائی غزنوی (ج ۲ ص ۳۱۰) اور خوشحال خان خٹک (ج ۱ ص ۳۱۰) پر تحقیقات کی ضرورت

۱۰ ـ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے عقاید پر جامع تحقیق (ج ۲ ص ۲۱۸) ـ

اپنے ایک دوسرے مجموعہ مکاتیب میں اقبال نے سکھوں کے عہد سے پہلے کی تاریخ پنجاب اور مغلوں کے آخری دور (۱۷۰۷ ع تا ۱۸۵۷ ع) پر تحقیق کرنے کی اہمیت[۳۵] بتائی ہے ـ سید عبد الواحد معینی کے مرتبہ اقبال کے افکار اور انعکاسات ، (انگریزی) میں بھی اقبال کی کئی ہدایات اور خواہشات مندرج ملتی ہیں مثلاً :ـ

اسلام اور غلامی (ص ۴۰) ، یورپ پر اسلامی فکر کے اثرات (ص ۴) ، عبد القادر الجزائری (ص ۴۵) ، مسلمان کی دفاعی اور جارحانہ جنگیں (ص ۳۶) ، مغربی اور مرکزی ایشیا کے مسلمانوں کی فکر تاریخ دسویں صدی عیسوی کے بعد (ص ۸۲) ، مسئلہ وقت کا اخلاقی پہلو (ص ۹۶) ، بقائے خودی (ص ۹۶) ، قرآن و حدیث کی روشنی میں جمہوری اقدار اور اقتصادی اصول (ص ۱۰۰) ، اسپین کی فکری تاریخ اور اس ملک کے یورپ پر اثرات (ص ۱۰۴) وغیرہ . . . . .

یہ اشارے مشتے از خروارے ہیں اور توجہ طلب بات وہی ہے جو ابتداء میں لکھ دی گئی یعنی اقبال کے ہاں تفکیر و تخلیق ہی نہیں ، تحقیق بھی ہے اور اسی لئے وہ جلوت و خلوت دونوں کے آرزو مند تھے ، گو ان کے اعلی اخلاق نے انہیں خلوت نشین ہونے نہ دیا ۔

ذوق تخلیق آ تشے اندر بدن
از فروغ او فروغ انجمن
ھر کہ بردارد از ین آتش نصیب
سوز و ساز خویش را گردد رقیب
ھر زمان بر نقش خود بندد نظر
تانگیرد لوح او نقش دگر
مصطفی اندر حرا خلوت گزید
مدتے جز خویشتن کس را ندید
نقش مارا در دل او ریختند
ملتے از خلوتش انگیختند
می توانی منکر یزدان شدن
منکر از شان نبی نتوان شدن
گرچہ داری جان روشن چوں کلیم
ھست افکار تو بے خلوت عقیم

از کم آمیزی تخیل زنده تر
زنده تر ، جوینده تر ، پاینده تر
علم و ہم شوق از مقامات حیات
ہر دو می گیرد نصیب از واردات
علم از تحقیق لذت می برد
عشق از تخلیق لذت می برد
صاحب تحقیق را جلوت عزیز
صاحب تخلیق را خلوت عزیز
چشم موسی خواست دیدار وجود
این ہمہ از لذت تحقیق بود
لن ترانی نکتہ ہا وارد دقیق
اندکے گم شو دریں بحر عمیق
در نگر ہنگامہ آفاق را
زحمت جلوت مدہ خلاق را

تحقیقات کا اعلیٰ مطمح نظر

اوپر ہم نے دیکھا کہ اقبال کو مستشرقین کی تحقیقات اسلامی پر اعتماد نہ تھا ۔ اسی طرح انہیں مسلمان منحرفین، متجددین اور قدامت پسند طبقے سے بھی تعلق نہ تھا ۔ تصانیف اقبال کا مطالعہ مظہر ہے کہ وہ محتاط قسم کے اجتہاد اور میانہ روی کی روشن فکری کے قائل تھے ۔ یہاں تفصیلات نہیں پیش کی جا سکیں ۔ "تشکیل جدید الہیات اسلامیہ" کے کئی مقامات ان کی روش تحقیق کے مظہر ہیں ۔ اقبال کی تحقیقاتی دلچسپیاں دو شعبوں کے گرد گھومتی نظر آتی ہیں ۔ علوم نو کی روشنی میں اسلامی تفکر کی تشکیل جدید اور افکار جدید کے پیش نظر اسلام کے اجتماعی نظام عمرانی کی تبیین و توضیح۔
جیسا کہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ ء کے خطبہ الہ آباد میں انہوں نے فرمایا تھا ، اسلامی تفکر کے ممارست اور مزاولت سے انہیں ایک خاص بصیرت ہاتھ لگی

تھی ، اور یہ بصیرت ان کی تحقیقاتی راہنمائیوں سے واضح ہو جاتی ہے ۔ اوپر ہم نے ۴ جون ۱۹۲۵ ء کے اس مکتوب اقبال کا ذکر کیا ہے ۔ جو انہوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر صاحب زادہ آفتاب احمد خان کو لکھا تھا ۔ اس خط کی رو سے وہ تحقیقات اسلامی کے ذریعے (۱) مسلمہ قابلیت کے علماء پیدا کرنا چاہتے تھے ۔ (۲) جو اسلامی تمدن کو نئی جہتیں دیں ۔ (۳) اسلام کے جملہ علوم و فنون پر حاوی ہوں اور (۴) خصوصاً اسلامی فقہ و قانون میں تحقیق و تدقیق کی اعلی صلاحیت رکھتے ہوں ۔ اگر دینیات کا نصاب اس قسم کے افراد پیدا کر دے ، تو اسلامی تحقیقات کا کام بوجہ احسن آگے بڑھ سکتا ہے اور اس کام کی معراج اقبال کے الفاظ میں یہی ہے کہ محمد عربی کی روح تک رسائی ہو ۔ اقبال کی تحقیقی درد مندی میں لذت کردار ، افکار عمیق اور جرأت اندیشہ کی نعمتہائے ثلاثہ ضروری ہے کہ قابل توجہ رہیں ۔

هند میں حکمت دیں ، کوئی کہاں سے سیکھے

نہ کہیں لذت کردار نہ افکار عمیق
حلقہ شوق میں وہ جرأت اندیشہ کہاں

آہ ، محکومی و تقلید و زوال تحقیق
خود بدلتے نہیں ، قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

(ضرب کلیم)

آخر میں ہم اس بات کی طرف توجہ پھر دلا دیں جس سے اس شذرہ کا آغاز ہوا تھا ۔ اقبال نے برصغیر اور عالم اسلام میں تحقیقات اسلامی کو جنبش اور تحرک دیا اور ان کے بلند پایہ محققانہ افکار بزبان نثر ملتے ہیں ۔ آئیے ماهنامہ « فکرو نظر » کی مئی ۱۹۶۴ ء کی اشاعت کے « نظرات » پر اس مختصر بحث کو ختم کر دیں ۔

,,ہماری شاعر مزاج قوم نے اقبال کو ایک شاعر کی حیثیت سے پہچانا اس کی عظیم ترین تخلیق پاکستان کو شاعر کا کامیاب خواب سمجھا اور اس کے اسلامی ریاست کے نظریے کو ایک سیاسی نعرے سے زیادہ اہمیت نہ دی ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اقبال نے ہمیں پاکستان کی اسلامی ریاست کا محض تصور نہیں بخشا ، بلکہ اس کی تشکیل و تعمیر و تکمیل کے لئے اس نے ایک واضح لائحہ عمل بھی متعین کر دیا تھا اور اس کا ایک مجمل خاکہ بھی پیش کر دیا تھا ۔ اسلامی ریاست کے قیام اور اس کے مسائل کے بارے میں اقبال کے افکار و میلانات اس کی نثری تحریروں میں واضح طور پر موجود ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کے مقاصد کے پیش نظر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس کا قیام اقبال کے اس ادھورے کام کی تکمیل کے لئے عمل میں آیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ،، (صفحہ ۳ ، ۷) ۔

****

حوالے اور توضیحات

۱ ۔ سید عبد الواحد معینی (مرتب) تھاٹس اینڈ ریفلکشنز آف اقبال ، شیخ محمد اشرف مطبوعات لاہور ، طبع ثانی ۱۹۷۳ ء صفحہ ۳ تا ۲۷ ۔

۲ ۔ دی ڈیویلپمنٹ آف میٹا فزکس ان پرشیا طبع اول لندن ۱۹۰۸ ء باب چہارم ۔

۳ ۔ سید عبد الواحد معینی (مرتب) مقالات اقبال ، شیخ محمد اشرف مطبوعات لاہور ۱۹۶۳ ء ,,قومی زندگی،، ص ۳۹ تا ۶۲ ۔

۴ ۔ ملاحظہ ہو ,,اقبال کا علم کلام،، مقالہ از سید سلیمان ندوی مشمولہ ، اقبال ، سید سلیمان ندوی کی نظر میں ،، مرتبہ اختر راہی ، بزم اقبال لاہور ۱۹۷۸ ع ص ۸۷ تا ۱۱۱ نیز اسی مصنف کا مقالہ مذکورہ مجموعہ ص ۲۳۲ تا ۲۳۶ ۔ برصغیر کی فکری تحریکوں میں اقبال کا مقام ۔

۵ ۔ مقالات اقبال صفحات ۵۳ ۔ ۵۵ ۔

۶ ۔ سہ ماہی صحیفہ لاہور اقبال نمبر ۲ (اقبال کے ڈاکٹریٹ کے مقالہ پر مضمون)۔

۷ ۔ اقبال نامہ مرتبہ شیخ عطاء اللہ لاہور ۱۹۵۱ء (شیخ محمد اشرف مطبوعات صفحہ ۳۵۸ مکتوب اقبال بنام خواجہ حسن نظامی ۔

۸ ـ تھائس اینڈ . . . . ص ۵٦ تا ۵۷ ، مقالات اقبال ص ۸۵ تا ۱۱۴ نیز اقبال کے نثری افکار مرتبہ عبد الغفار شکیل دلی (انجمن ترقی ، اردو ہند) مارچ ۱۹۷۷ ع ـ ص ۱۹۸ تا ۲۱۹ ـ

۹ ـ سوشیالو جیکل ریویو لندن ۱۹۰۸ ع ـ اس کی تخلیص وہ مقالہ جسے سید عبد الواحد معینی نے دسمبر ۱۹۱۰ ع ـ اور جنوری ۱۹۱۱ ع کے ‹‹ہندوستان ریویو›› سے لے کر اپنی مرتبہ کتاب میں شامل کیا ـ دیکھیں حوالہ ۸ ـ

۱۰ ـ حوالہ گذشتہ ـ

۱۱ ـ تھائس اینڈ . . . صفحہ ۲۹ تا ۵۵ ـ راقم الحروف نے اس کا فرانسی ترجمہ شائع کروایا ہے ـ

۱۲ ـ اس کے جزوی متن کے لئے دیکھیں ‹‹فنون›› اقبال نمبر دسمبر ۱۹۷۷ ع ص ١٦ تا ۲۱ مقالہ از ملک احمد نواز ـ

۱۳ ـ مقالات اقبال ص ۱۱۵ تا ۱۳۲ ـ

۱۴ ـ اسٹرے ریفلیکشنز مرتبہ ڈاکٹر جاوید اقبال لاہور ۱۹٦۱ ع ـ

۱۵ ـ ترجمہ از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی ، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۳ ع ـ

۱٦ ـ تھائس اینڈ . . . . ص ٦۷ تا ۹۲ ـ

۱۷ ـ مقالات اقبال صفحہ ۱۸۷ تا ۱۹۰ ـ

۱۸ ـ ‹‹شذرات فکر اقبال›› ـ تصور خدا ، مسلمانوں کی وحدت ، اورنگ زیب ، مسلمان ممالک میں تفریحات ، عرب شاعری ، تاریخ تاسلام مسلمانان ہند کا مشکل وقت ، مساوات ، مسلمان عورتوں کی تعلیم ، مرزا بیدل ، مرزا غالب ، خواجہ حافظ . . . . ‹‹ایران میں ما بعد الطبیعات کا ارتقاء›› ـ باب دوم ـ ابن مسکویہ ، ابن سینا . . . . باب سوم ـ تصوف ، اشعری نقطہ نظر ، امام محمد غزالی . . . .

۱۹ ـ اقبال کے نثری افکار ص ۸۰ تا ۸۳ ، تھائس اینڈ . . . . ضمیمہ ص ۲۷٦ ـ ۲۸۱ ـ

۲۰ ـ تا ۲۲ ـ مقالات اقبال کے نثری افکار ـ

۲۳ ـ اردو ترجمہ از سید نذیر نیازی ، بزم اقبال لاہور ۱۹۵۸ ع ـ فکر اقبال ـ مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم میں ان کی ایک تلخیص ملتی ہے ـ نیز دیکھیں محمد شریف بقا ـ خطبات اقبال پر ایک نظر ، لاہور (اسلامک پبلیکیشنز) ۱۹۷۳ ع ـ اشاعت دوم ۱۹۷۸ ع صفحات ۱۳۰ ـ پروفیسر خورشید احمد نے اپنے دو مقالوں میں ان سے بھرپور استفادہ کیا ہے ـ سہ ماہی ‹‹اقبال ریویو›› اپریل ۱۹٦۰ ع ، اقبال اور اسلامی قانون کی تشکیل جدید (انگریزی) اور اکتوبر ۱۹٦۱ء ، اقبال اور تعلیم کے اسلامی مقاصد (انگریزی) ـ

۲۴ ـ تھائس اینڈ . . . . ۱۴۷ تا ۱۵۹ اور اقبال کے نثری افکار ص ۲۴۳ تا ۲۵۷ ـ

۲۵ ـ اقبال اس خطبے میں اور اپنے سات انگریزی خطبات میں سے بعض میں اسے بحالت شک عراقی ہمدانی (م ٦۸۸ ھ) کی تصنیف بتاتے ہیں ـ سید امتیاز علی خان عرشی نے مقالہ ، اقبال کانگرس ۱۹۷۷ ع) اسے کسی تاج الدین محمود بن خداداد اشنعی آذر بائیجانی سے منسوب بتایا ہے ـ جبکہ یہ رسالہ (غایۃ المکان فی درایۃ الزمان) شیخ عین القضاۃ ہمدانی (و ۵۲۵ ھ) سے منسوب ہو کر مدتوں سے شائع ہوتا رہا اور عبد الحمید کمالی کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ـ

۲٦ ـ محمد رفیق افضل (مرتب) گفتار اقبال لاہور ۱۹٦۹ ع (ادارہ تحقیقات پاکستان) صفحہ ۱٦۹ ـ یہاں تسامح سے سال ۱۹۲۹ ع ـ لکھا گیا جبکہ ۱۹۲۸ ع ـ صحیح ہے نیز دیکھیں ‹‹ اقبال سید سلیمان ندوی

کی نظر میں۔ صفحہ ۲۷۷ تا ۲۸۳ ۔

۲۷ ۔ گفتار اقبال صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۲ منقولہ از روزنامہ انقلاب لاہور اشاعت ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۲ ء ۔

۲۸ ۔ ایضاً ص ۱۶۸ ، ۱۶۹ ۔

۲۹ ۔ ایضاً ص ۱۷۰ تا ۱۷۳ ۔ یہاں "اسلام اور احمدیت" کے موضوع پر اقبال کے ان مقالوں کا ذکر بھی ضروری ہے جو انہوں نے ۱۹۳۴ اور ۱۹۳۵ ء کے دوران شائع کروائے اور جن کا انگریزی اور اردو متن مختلف مجموعوں میں اور جداگانہ طور پر موجود ہے۔ بعد میں "نبوت" پر اقبال نے دو شذرے سید نذیر نیازی کے رسالے "طلوع اسلام" میں بھی شائع کروائے تھے ۔ دیکھیں اقبال کے نثری افکار ص ۱۵۵ تا ۱۵۸ ۔

۳۰ ۔ اردو / عربی متن ص ۴۰۸ + ۳۰ اور انگریزی ص ۱۶۸ ۔

۳۱ ۔ اردو ۴۱۵ ص اور انگریزی ۲۹۵ ۔ دونوں روئدادوں کے آخر میں گروپ فوٹو بھی شائع ہوئے ہیں ۔ "ادارہ معارف اسلامیہ" کے اجلاس کی خبریں دینی رسالوں خصوصاً "معارف" اعظم گڑھ شائع ہوتی رہی ہیں ۔

۳۲ ۔ انٹر کالیجیٹ مسلم برادر ہڈ ۔ دیکھیں "سپیچز اینڈ سٹیٹمنٹس آف اقبال" مرتبہ عبد الرحمن طارق لاہور ۱۹۷۳ ، (شیخ غلام علی اینڈ سنز) صفحہ ۲۲۳ ۔

۳۳ ۔ ایضـــــاً ۔

۳۴ ۔ اقبالنامہ ج ۱ صفحہ ۳۷۳ مکاتیب بنام ڈاکٹر سید راس مسعود ۔

۳۵ ۔ ملفوظات اقبال (طبع ثالث) لاہور ۱۹۷۷ ۔ تاثرات از مرزا جلال الدین ۔

۳۶ ۔ اقبال نامہ ج ۱ صفحہ ۲۴۹ ، ۲۵۰) ایضاً صفحہ ۲۵۱ ، ۲۵۲ ۔

۳۸ ۔ دیکھیں حوالہ شمارہ ۳۹ کا تعارف (تقریب) جس میں ۱۱ مجموعوں کا تعارف موجود ہے ۔

۳۹ ۔ روح مکاتیب اقبال مرتبہ محمد عبد اللہ قریشی لاہور (اقبال اکادمی) ۱۹۷۷ صفحات ۷۵۰ ۔

۴۰ ۔ اقبال کی مجوزہ کتابیں مطالب قرآنیہ اور فقہ اسلامیہ وغیرہ کے بارے میں تھیں ۔ دیکھیں مکاتیب بنام ڈاکٹر سید راس مسعود ۔

۴۱ ۔ ۴۲ ۔ اقبال نامہ ج ۲ صفحہ ۲۱۲ ، ۲۷۲ اور تھاٹس اینڈ . . . . ص ۱۰۳ تا ۱۱۰ ۔

۴۳ ۔ ملفوظات اقبال ۔

۴۴ ۔ اقبال نامہ ج ۱ صفحہ ۲۹۸ ، ۲۹۹ ۔

۴۵ ۔ مکتوبات اقبال بنام سید نذیر نیازی ، اقبال اکادمی کراچی ۱۹۵۷ ء صفحہ ۲۸۲ و ۲۸۴ ۔

★ ★ ★ ★ ★ ★